مولانا محمد تقی امینی(1926ء-1991ء)اور عصر حاضر میں اجتہاد

Maulana Muhammad Taqi Amini (1926-1991) and Ijtihad in the present age

Dr. Haq Nawaz
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Lahore
Email: drhaqnawaaz@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0001-9925-9658
Ameer Maviya
PhD Scholar, Department of Islamic Studies
The University of Lahore
Email: ameermoavia1987@gmail.com
Muhammad Amir Dehelvi
PhD Scholar, Department of Islamic Studies
The University of Lahore
Email: dostpthan@gmail.com

ABSTRACT

Maulana Taqi Amini presented innovative trends to answer the challenges faced by Muslims, his special topic was jurisprudence debates. He wrote many books on the subject of Islamic jurisprudence and ijtihad. According to Maulana, the need for ijtihad has been there in every era, but the scope of ijtihad has become very wide in the present era. Maulana emphasizes that the ijtihad in the present era should be in accordance with the opinions of the previous jurists, the ijtihad should be of the Shurai style and should be for the purpose of following the rules of Sharia. In this Ijtihad, consideration has been given to changes in circumstances and times. In practice, two types of ijtihad are possible: ijtihad in principles and ijtihad in rulings, which are derived in the light of principles. According to Maulana, there is no need for ijtihad in principles in this age, but ijtihad in rulings is a great need of the time.Not every person has the ability of ijtihad. Mujtahid must have two skills in particular. He should be aware of the objectives of the Shari'ah and be able to reason based on the occasion. Maulana has defined this as knowledge and wisdom. In the same way, the other conditions that the ancient mujtahids set for the mujtahid. Maulana declares all these conditions necessary for the contemporary mujtahid-Maulana does not like to be confined to a particular jurisprudence. Rather, according to him, speculation should be made by keeping an eye on the entire jurisprudential collection.

Keywords: Quran, sunnat, Ijtihad, Effort, ancient, contemporary, jurists, Sharia, Maulana Taqi Amini, present era

مولانا محمد تقی امینی عصر حاضر کے عظیم مفکرین میں سے ہیں جو کہ اپنی بہترین تصانیف خصوصا فقہ کی وجہ سے اہل علم کے ہاں قابل قدر شخصیت ہیں۔ آپ نے اپنی تصانیف میں امت کی ترقی کی غرض سے اور عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کو درپیش جدید چیلنجز کے جواب کے لئے تجدیدی رجحانات پیش کئے مولانا نے اپنا موضوع بحث خاص طور پر فقہی موضوعات کو بنایا۔

اس موضوع پر جب لٹریچر ریویو کیا تو اہم کام یہ سامنے آیا۔

- ڈاکٹر طہ جابر العلوانی نے[1] Issues in Contemporary Islamic Thought میں موجودہ دور میں فکر اسلامی کے حوالے سے مختلف مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اجتہاد کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور اجتہاد کی اہمیت کو واضح کیا ہے تقلید اور اس کے اسباب پر کلام کیا ہے۔
- محمد قاسم زمان نے Evolving Conception of Ijtihad in Modern South Asia[2] میں برصغیر کے اجتہاد کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے متجددین کے افکار کو پیش کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند پر رشید رضا جیسے متجددین کے اعتراضات کا جائزہ لیا اور مولانا انور شاہ کشمیری کے رشید رضا کو دیے گئے جوابات کو بھی ذکر کیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے اجتہادی رجحان کو پیش کیا، مشرق وسطی اور جنوبی ایشیا کے علماء کی اجتہاد کے حوالے سے مختلف نظریاتی Approaches کا ذکر کیا ہے۔
- وائل بی حلاق عیسائی مستشرق ہیں۔ انھوں نے فقہ اسلامی میں اجتہاد پر بڑی دلچسپی سے کام کیا ہے۔ اپنے ایک آرٹیکل[3] Was the Gate of Ijtihad Closed میں اجتہاد کی تاریخ بیان کی کہ تمام زمانوں میں اجتہاد ہوتا رہا ہے۔ یہ دروازہ کبھی بند نہیں ہوا۔ صرف سنی فقہاء نے ہی نہیں بلکہ تمام مکاتب فکر میں اجتہاد کی اجازت دی گئی ہے ہر دور میں اجتہاد کی اہلیت رکھنے والے علماء موجود رہے ہیں اور انہوں نے اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔ ہاں اگر دروازہ بند کرنے کی کوشش ہوئی ہے تو ان لولو گوں کے لئے ہوئی ہے جو اجتہاد کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔
- اسی موضوع پر ایک مقالہ بعنوان **ائمہ اربعہ کے اصول اجتہاد تقابلی مطالعہ**[4] شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے 1991 میں محمد میاں صدیقی کی جانب سے پیش کیا گیا۔ اس مقالہ میں فقہ کے مفہوم و موضوع کو واضح کرنے کے بعد دین وشریعت کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے فقہ اسلامی کے ماخذ کو بھی بیان کیا گیا۔ تدوین فقہ کے مختلف ادوار کو بیان کیا گیا اور مختلف ممالک کے مشہور مفتیان کا تعارف کرایا گیا اس مقالہ میں اجتہاد پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی اور مجتہدین کی اقسام کو واضح کیا گیا چاروں فقہی مسالک کے تعارف کے بعد چاروں ائمہ کے اصول اجتہاد کو بیان کیا گیا اور فقہاء کے اختلاف کے اسباب کی نشاندھی کی گئی، ائمہ اربعہ کی بنیادی کتب اور مسالک کی ترویج پر بھی بحث کی گئی اور عصر حاضر کے مسائل کے

حل کے لئے اجتہاد کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

- **مسئلہ اجتہاد**"[5] کتاب میں مسئلہ اجتہاد کا کئی پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا۔ شہادت کا جواب دیا قرآن وسنت اور اجماع سے اجتہاد کی صورتیں بیان کی گئیں اور اس حوالے سے علماء کی آراء کو نقل کیا گیا۔

اس حوالہ سے مولانا کی کتب مثلاً مسئلہ اجتہاد پر ایک تحقیقی نظر، اجتہاد کا تاریخی پس منظر، مسئلہ اجتہاد پر ایک تحقیقی نظر، اسلام اور جدید دور کے مسائل، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر اور احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت خاصی اہمیت کی حامل کتب ہیں انہیں کتب کی روشنی میں مولانا کے تجدیدی رجحانات واضح کئے جائیں گے

عصر حاضر میں اجتہاد کی جامع صورتیں

مولانا کے نزدیک اجتہاد کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے ہر دور میں اس دور کے تقاضوں کے مطابق مسائل کے حل کی کوشش کی گئی ہے۔ عصر حاضر میں اجتہاد کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اس کو دس سورتوں میں جامع انداز سے سمویا جاسکتا ہے۔

1 -اجتہاد ان احکام ومسائل میں ہو جن میں فقہاء پہلے غور کر چکے ہیں۔

2۔ان احکام میں جو پہلے سے موجود نہ ہوں بلکہ حالات وتقاضے کے مطابق اب ان کی ضرورت پیش آرہی ہو۔

3۔اجتہاد سابق فقہاء کی رائے کے موافق ہو۔

4۔بنیاد میں اتفاق کے باوجود مختلف وجوہات کی بناپر رائیں مختلف ہو گئی ہو۔

5۔اجتہاد شورائی طرز کا ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کی اعانت ومدد سے کسی نتیجے پر پہنچا گیا ہو۔

6 ۔اجتہاد انفرادی ہو اور اس میں قلبی طمانیت حاصل ہوئی ہو۔

7۔اجتہاد موقع ومحل کی تعیین کے لئے ہو۔

8۔اجتہاد مختلف اقوال میں حالات کے لحاظ سے ترجیحی صورت پیدا کرنے کے لئے ہو۔

9۔حکم شرعی کا اصل مقصد فوت ہو رہا ہو اسکو واپس لانے کی غرض سے حکم کا نیا قالب تیار کرنے کے لئے اجتہاد ہو۔

10۔حالات کی تبدیلی کی بناء پر اصل حکم میں مشقت ودشواری پیش آرہی ہے یا مضرت کا یقین ہے تو سہولت پیدا کرنے کے لئے یا دفع مضرت کے لئے اجتہاد ہو۔[6]

مولانا نے یہاں وہ دس مقامات بیان کئے ہیں جہاں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے جو کہ قرآن وسنت کے بعد بنیادی ماخذ ہے اور قرآن اور سنت کی عصر حاضر کے مطابق تطبیقات میں اجتہاد کا کلیدی کردار ہے اس لئے لازم ہے کہ اجتہاد کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھا جائے۔

اجتہاد کے مراتب اور عملی صورتیں

مولانا تقی امینی نے اجتہاد کے دو مرتبے واضح کئے ہیں

1۔اصول وکلیات یعنی وہ ماخذ جن پر احکام کی بنیاد ہوتی ہے۔

2۔احکام ومسائل جو کہ اصولوں سے مستنبط ہوتے ہیں۔[7]

اس اعتبار سے مجتہد بھی دو طرح کے ہوں گے۔پہلے درجے کا مجتہد وہ جو کہ بنیادی مصادر میں بھی تحقیق کرے اور ان میں ردوبدل کی صلاحیت ہو،موجود اصول کے حوالہ سے قرآن وسنت اور آثار صحابہ سے اچھی طرح واقف ہو،تعارض کی صورت میں ترجیح کا ملکہ موجود ہو پھر دلائل کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کرے۔

جبکہ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اصول وکلیات کو تسلیم کرے پھر ان اصولوں کی روشنی میں احکام ومسائل کا حل پیش کرے اور اس تفہیم میں اسی صاحب اصول مجتہد کے کلام سے رہنمائی حاصل کرے۔احکام اور قوانین کے مالہ وماعلیہ سے مکمل واقفیت ہو اور احکام کو استنباط کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔مولانا تقی امینی کا خیال یہ ہے کہ پہلے درجے کے مجتہدین کی فی زمانہ ضرورت نہیں ہے کیونکہ فقہاء نے مصادر کے حوالہ سے بہت ذخیرہ فراہم کر دیا ہے جن کی روشنی میں جدید حالات کے تقاضوں کے مطابق احکام مستنبط کئے جاسکتے ہیں البتہ اس حوالہ سے کرنے کے ضروری کام درج ذیل ہیں

1۔اصول وقانون کو نئے انداز میں مرتب کرنا تا کہ افادہ اور استفادہ عام ہو سکے۔

2۔جن تشریحات وتوضیحات کو زمانے کے مفتی نے کالعدم کر دیا ہو ان کی جگہ ان ہی کی روشنی میں تشریحات و توضیحات قائم کی جائیں۔

3۔اصول کی اس انداز میں تنقیح کی جائے کہ باہمی اختلافات کا سلسلہ کم سے کم ہو اور فقہ کو بتدریج قومی عمل کی سطح سے بین الاقوامی سطح پر لانے کی سہولت موجود ہو۔[8]

مولانا کے مطابق اس کام کو کرتے ہوئے بہت محنت ومشقت درکار ہے۔مگر جب یہ کام ہو جائے گا تو اس کو مستقل اجتہاد کا نام دیا جاسکتا ہے اور مولانا کے نزدیک یہ دوسرے درجے کا اجتہاد بھی اگر نہ کیا گیا اور معاملہ بالکل چھوڑ دیا گیا تو وہ وقت دور نہیں جب فقہ کے ایک حصہ کا عملی ضروریات سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔

دوسرے درجے کے اجتہاد کی تین عملی صورتیں ہیں

1۔**موقع ومحل کی تعیین میں اجتہاد**: یعنی حکم موجود ہو مگر موقع محل کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہو۔ موقع محل کی تبدیلی سے احکام کی تبدیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔مثلاً مختلف مواقع پر مختلف

اشخاص نے افضل اعمال کے بارے میں سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کی حالت کے اعتبار سے مختلف جوابات ارشاد فرمائے۔

2۔نئے مسائل کے حل کے لئے اجتہاد: اس کی بھی کئی صورتیں ہیں:

(الف) قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت شدہ صریح احکام کے الفاظ میں غور و فکر کر کے فقہاء کے بیان کردہ طریقوں کی روشنی میں نئے مسائل۔ مثلاً سرمایہ و دولت کی تقسیم اور اراضی کی تقسیم وغیرہ مسائل کو حل کیا جائے۔

(ب) کسی مسئلہ کی علت نکال کر اس کی کیفیت و نوعیت میں غور کر کے نئے مسئلہ کی علت نکالی جائے۔ اگر دونوں کی علت متحد ہو جائے تو پہلے مسئلہ کا جو حکم نئے مسئلہ پر نافذ کر دیا جائے۔ تجارتی معاملات اور زراعت کے احکام اس طرز پر حل کئے جاسکتے ہیں۔

(ج) کوئی مسئلہ ایسا ہو کہ اس کی نظیر اور مشابہ نہ مل رہا ہو تو ضرورت اور مصلحت کو مقررہ اصول کے معیار کے مطابق بنا کر نئے مسئلہ کا حل نکالا جائے۔ اس مسئلہ میں رہنمائی کے لئے استحصان کی ابحاث کو دیکھا جاسکتا ہے۔

(موجودہ دور میں کرونا کے لئے ماسک پہن کر نماز اور جماعت کے دوران فاصلوں کا فیصلہ بھی اس کی نظیر بن سکتا ہے)

3۔دشواری اور مشکلات پر قابو پانے کے لئے اجتہاد: کبھی ایسی صورت حال درپیش ہو جاتی ہے کہ معذوری کے باعث اصل حکم پر عمل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس وقت ایسی صورت کی ضرورت ہوتی ہے کہ حکم کا احترام بھی باقی رہے اور کوئی راہ بھی نکل آئے۔ کبھی تو یہ سہولت شارع خود عطا کر دیتا ہے جیسا کہ معذوری کے تمام احکام اس کی مثال ہیں۔ البتہ اگر بدل موجود نہ ہو تو اجتہاد کی ضرورت پیش آئے گی جیسا کہ بین الاقوامی بینکنگ کا نظام اور سودی معاملات یا حلالہ کی شکل میں ہونے والی خامیاں وغیرہ[9]

عصر حاضر میں اجتہاد کی اہلیت کی شرائط

مولانا تقی امینی ہر دور میں مجتہد ہونے کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اجتہادی عمل میں تسلسل کا پایا جانا لازم ہے۔ مولانا اجتہادی عمل کی حوصلہ افزائی کر کے اس کو فروغ دینا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل موجود نہ ہو۔ علامہ صاحب کا رجحان یہ ہے کہ مجتہد میں دو طرح کی صلاحیتوں کا ہونا لازم ہے۔

1۔مقاصد شریعت سے واقفیت۔

2۔موقع و محل کے اعتبار سے استدلال و استنباط کی صلاحیت۔

مولانا کے مطابق ان دونوں کو "علم و حکمت" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ مجتہد وہ ہو سکتا ہے جو "علم و حکمت" والا ہو۔ علم سے مراد مولانا نے علم نبوت کو لیا ہے اور حکمت سے مراد حسن استعداد ہے۔ جس سے دین کے

اسرار اور قوانین کے رموز کی پہچان ہوتی ہے۔[10] مولانا کے مطابق حکمت کے سب سے اونچے درجے پر انبیاء ہوتے ہیں۔ پھر جن کو قانونی اعتبار سے انبیاء کرام سے جتنا قریب ہو گا اور جتنی زیادہ مناسبت ہو گی اتنا بلند مقام ہو گا۔[11]

مقاصد شریعت کا دارومدار مصلحتوں اور مضرتوں پر ہے انسانی زندگی کی مصلحتوں کا انحصار کلیات خمسہ پر ہے

1۔حفظ جان2۔حفظ نسل3۔حفظ عقل4۔حفظ دین5۔حفظ مال

اسی مقصد کے حصول کے لئے اوامر بھی ہیں نواہی بھی۔ ان کے مطابق عمل کرنے سے زندگی خوشگوار بنتی ہے اور ضرر دور ہوتے ہیں اس لئے ان کی رعایت کرنا لازمی ہے۔ اجتہاد کے لئے دوسری صلاحیت کے حوالہ سے علامہ صاحب کہتے ہیں اس کے لئے درج ذیل چیزوں کا جاننا ضروری ہے

1۔ قرآن حکیم۔ لغوی اور شرعی بھائی بھائی دونوں اعتبار سے معانی ومفاہیم پر عبور۔

2۔رسول اللہ کے فرمودات کو موقع وہ محل پر منتخب کرنے میں مہارت۔

3۔اجماع۔اس کے طریقوں اور فیصلوں اور موجودہ ماحول کے مطابق ان سے کام لینے کے طریقہ سے واقفیت۔

4۔قیاس کے وجوہ اور طریقے کا علم جن کی تفصیل قیاس استحسان اور استدلال وغیرہ میں ذکر کی جاتی ہے۔

5۔صحابہ وتابعین کے اقوال وفتاوی پر نظر اور ان کے موقع ومحل سے واقفیت۔

6۔فقہی اصول وکلیات کا علم۔

7۔فقہی جزئیات اور ان کے موقع محل سے واقفیت۔

8۔مذکورہ بالا تمام علوم چونکہ عربی زبان سے تعلق رکھتے ہیں اس بنا پر قدیم عربی زبان میں مہارت ضروری ہے اس کے بغیر مقصود حاصل نہ ہو سکے گا۔

9۔قومی وملکی مصالح اور حالات وزمانہ کے تقاضا سے واقفیت۔

10۔اختلاف صحابہ اور اختلاف ائمہ سے استفادہ اور اس کو منطبق کرنے کی صلاحیت۔

11۔وہ علم وادراک بھی ضروری ہے جن کا تعلق قلب سے ہے۔ یہ دراصل ایک باطنی قوت ہوتی ہے اصولیین اس کو قلب کی آنکھ سے تعبیر کرتے ہیں۔[12]

مجتہد بننے کے لئے ان سب علوم سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ عظیم کام ہے اور اس کے لئے یہ سب شرائط پوری نہ ہوں تو یہ کام نااہل لوگوں کے حوالہ ہو سکتا ہے جس سے بہت بڑا ناقابل تلافی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہاں البتہ بعض ابواب میں قدرت اجتہاد کو جن میں باقی شرائط کی ضرورت نہ ہو تو گنجائش نکال سکتی ہے۔[13]

مولانا تقی امینی کے مناہج، دلائل واستدلال

مولانا محمد تقی امینی نے اجتہاد کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے

1۔اجتہاد توضیحی 2۔اجتہاد استنباطی 3۔اجتہاد استصلاحی

مولانا صاحب اجتہاد کے لئے ایک ایسی مجلس کو لازم قرار دیتے ہیں جیسی مجلس فقہ حنفی کی تدوین کے وقت تھی۔ البتہ اجتہاد کے طریقے کے بارے میں وسعت کے قائل ہیں۔ اس لئے وہ اس مجلس میں مجتہدین کے علاوہ دیگر مشیر حضرات کو اس مجلس کا حصہ بنانے کے بھی قائل ہیں۔ اس مجلس میں اجتہاد کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے احکام کو ابواب میں تقسیم کرکے اصل روح کو سمجھا جائے گا۔ پھر غور وفکر کیا جائے جو شارع کے نزدیک کونسی مصلحتیں اور کن مضرات کا دفعیہ مقصود ہے۔ پھر غور کریں گے کہ ان احکام کا تبدیلی کے ساتھ کتنا تعلق ہے اور یہ بھی دیکھیں گے کہ معاشرتی حالت کس حد تک ان کی روح اور کردار کو انگیز کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ان مراحل سے اس کو گزار کر حل طلب صورت میں غور کرکے اس کو اس کے مناسب باب میں ڈالا جائے گا۔ یہ بات لازم ہے کہ کسی فقہی ضابطہ سے انحراف کی گنجائش نہیں کسی صورت کے حل میں دشواری پیش آئے تو ائمہ کے اختلاف سے فائدہ اٹھایا جائے گا لیکن انحراف نہ کریں گے ورنہ شریعت میں ذاتی خواہشات اور سہولت پسندی کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔[14]

اجتہاد توضیحی

اجتہاد توضیحی کی تعریف مولانا نے ان الفاظ میں کی۔

"اجتہاد کی وہ صورت جس میں متعلقہ آیات وحدیث کے معنی ومفہوم متعین کرکے مسائل کو حل کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صورت میں کیا۔ اس میں الفاظ ومعانی اور موقع محل تینوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوگی[15]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مسائل کو قرآن پاک میں مذکور اصولوں اور کلیات کی روشنی میں حل کیا۔ ان بیان کردہ مسائل کی حیثیت تشریح وتوضیح کی تھی[16]

مزید لکھتے ہیں

"فقہی اصطلاح کے مطابق مجتہد منقسب نہیں جیسے فرائض انجام دیے ہیں ویسے یہ مجلس بھی انجام دے گی۔ مثلا اخذ واستفادہ کے باب میں یہ مجلس وسعت سے کام لے گی۔ نہ تو بالکل یہ آزاد وخودرائے ہوگی اور نہ بوقت ضرورت دوسرے امام سے استفادہ کو حرام جانے گی۔ بلکہ ہر مسئلہ

کو دلیل و بصیرت کی روشنی میں قبول کرے گی اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد فیصلہ کرے گی۔
اس طرح مختلف اقوال میں جب ترجیحی صورت نکالنے کی ضرورت ہو گی تو حالات و مقامات کی مناسبت سے مقررہ قاعدہ اور ضابطہ کے مطابق بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دے گی"[17]

یہاں سے یہ بات سمجھنا بہت آسان ہے کہ مولانا تقلید شخصی پہ سختی کے قائل نہ تھے بلکہ کہ تلفیق بین المذاہب کے قائل تھے۔ مولانا کے نزدیک اجتہاد کرتے ہوئے بوقت ضرورت دیگر ائمہ کرام کے اصولوں پر غور کر کے مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔

نقل کی حیثیت

علامہ صاحب کے منہج اجتہاد میں ایک اہم ترین بات یہ ہے کہ وہ اسلامی قانون میں مرکزی حیثیت نقل کی سمجھتے ہیں۔ جبکہ عقل کو نقل کے تابع قرار دیتے ہیں۔ باوجود یہ کہ معیار کے تقرر میں اور موقع محل کی تعیین میں عقل کا ہی عمل دخل ہے مگر آخری فیصلہ نقل کا ہی ہو گا۔[18]

مولانا صاحب اصول فقہ کے حوالہ سے روایت کے پابند ہیں۔ ہاں البتہ ان اصولوں کی روشنی میں عصری معاملات پر اطلاق میں ان کا رجحان آزادانہ ہے جس میں کسی خاص مکتبہ فقہ کے اصولوں پر نظر ہونے کے بجائے آئمہ کرام کے اصولوں کو بھی مد نظر رکھنے کے قائل ہیں۔ وسعت نظری کا یہ عالم ہے کہ جن چیزوں کو دیگر مفکرین کسی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں مولانا ان پر بھی غور کرنے کے قائل ہیں۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوصات کو وہ مخصوصات قرار دے کر چھوڑنے کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان سے استفادہ کے قائل ہیں کہ ان مخصوصات میں بھی کئی چیزیں ایسی سامنے آسکتی ہیں جو فقہاء کے کام آجائیں۔

احادیث کی اقسام

مولانا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے

1۔ وہ فرامین جن کا تعلق پیغمبرانہ فرائض تبلیغ رسالت میں کام آتا ہے۔ تمام عبادات، احکامات، اوامر و نواہی کا تعلق اسی قسم کے ساتھ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ[19]

2۔ دوسری قسم میں وہ فرامین آتے ہیں جن کا تعلق مشورہ اور رائے سے ہے۔ براہ راست تبلیغ رسالت سے ان کا تعلق نہیں ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ[20]

اس رائے اور مشورہ کے حوالہ سے سے مولانا کا رجحان یہ ہے کہ رائے کا معاملہ بڑی حد تک وقتی حالات اور مصالح کے تابع ہوتا ہے اس میں درج ذیل تشریحات داخل ہوں گی۔ عارضی مصلحت پر مبنی احکام، طریقہ کار سے متعلق احکام، شخصی قومی اور ملکی رواج سے متعلق امور، عرب کا قصہ بطور اخلاقی نتیجہ، عربوں کے بعض تجربات، علاج، زراعت، باغبانی وغیرہ۔[21] علامہ صاحب کے مطابق فقہ حنفی کے مقبول عام اور سب سے بڑی فقہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب نے حدیث کی مذکورہ تقسیم پر عمل کیا اور نکلنے والے رعایات سے فائدہ حاصل کیا گویا امام صاحب نے جو جو گنجائشیں پیش کی ہیں وہ حدیث سے ملنے والی رعایت پر عمل کرنا ہے نہ کہ حدیث مبارکہ کی مخالفت کرنا۔

حدیث کا روایتی اور درایتی معیار

مولانا نے حدیث کی روایت اور درایت کو پرکھنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی "حدیث کا درایتی معیار "مولانا کہتے ہیں کہ حدیث کی روایت میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ ایک جماعت نے تو فرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کے کلام کی طرح کلام سمجھا اور اسی انداز میں پرکھا۔ جبکہ دوسرے گروہ نے ہر بات کو منوانے پر زور دیا۔ مولانا فرماتے ہیں

> **"مقام نبوت تسلیم کرنے کے بعد حدیثوں کو پرکھنے میں اصول وضوابط پر ٹھیک عمل کیا جائے۔ اگر اس کے بعد بھی حدیث کی معرفت میں دشواری قائم رہے تو فقہ کی طرح حدیث میں بھی اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ماہرین حدیث کو مزید اصول وضوابط وضع کرنے اور ان کے ذریعہ حدیث کی معرفت حاصل کرنے کا حق ہے"**[22]

مولانا صاحب نئے مسائل کے حل کے لئے قرآن و حدیث سے براہ راست استدلال کے قائل بھی ہیں۔ حالات و زمانہ کی رعایت میں قرآن پاک کے طریق نزول اور طریقے نفاذ اور انداز بیان سے بھی استدلال کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے قرآن وحدیث پر عمل کی مثالیں بھی دیتے ہیں۔ مولانا کے نزدیک اس حصہ میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ صرف نئے سرے سے ترتیب دینے کی ضرورت بہر حال ہے۔[23] شرائع ما قبل کے حوالہ سے جو مولانا نے رجحان پیش کیا وہ باقی کئی لوگوں سے مختلف ہے۔ اپنی کتاب فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر میں اس کی استنادی حیثیت بھی واضح کی اور اس کو مستقل ماخذ قرار دیا جبکہ باقی حضرات اس کو قرآن و حدیث میں ہی شامل کرتے ہیں۔ مولانا صاحب کے نزدیک یہ بھی اجتہاد توضیحی میں شامل ہے۔

اجتہاد استنباطی

مولانا نے تین مصادر قیاس، استحسان اور استدلال کو اجتہاد استنباطی کا نام دیگر مستقل ماخذ قرار دیا ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ ان میں زیادہ غور و فکر کر کے علت نکالی جائے پھر اس علت کے مطابق مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔[24]

قیاس

مولانا کے مطابق اوپر جو تین اصطلاحات بیان کی گئی ہیں ان میں سے صرف قیاس ہی وہ ماخذ ہے جس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ قیاس میں سے بھی قیاس ظاہری پر اتفاق نہیں ہے۔ قیاس کی تعریف مولانا نے کی

"تعدية حكم من الاصل الى الفرع لعلة متحدة لاتعرف بمجرد فهم اللغة"[25]

علت متحد ہونے کی بنا پر اصل سے فرع کی طرف منتقل کرنا جب کہ علت کا معلوم ہونا لغت سے نہیں ہوتا بلکہ غور وفکر کا نتیجہ ہوتا ہے۔اصل اور فرع میں غور وفکر کرکے اگر دونوں میں علت ایک ہے تو مجتہد کا کام ہے دونوں کا ایک حکم قرار دے دے۔اصل کے مسئلہ کا حکم فرع میں بھی نافذ کر دے۔اسی قیاس کو بروئے کار لا کر مولانا تقی امینی نے دور جدید کے مسائل مثلاً انشورنس وغیرہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

استحسان

اجتہاد استنباطی میں دوسرے نمبر پر استحسان ہے۔ استحسان کی مشروعیت میں مولانا کا رجحان یہ ہے کہ انسانی ضروریات مختلف زمان و مکان کے باعث بدلتی رہتی ہیں۔ موقع و محل کی تبدیلی کی وجہ سے ایسی صورتیں سامنے آجاتی ہیں کہ قیاس کا دامن وسیع ہونے کے باوجود درپیش مسائل قیاس کے دامن کی تنگی کا شکوہ کر رہے ہوتے ہیں ۔ایسی صورت میں فقہاء نے ضرورت کو معیار بنایا تاکہ اس کے مطابق حکم ثابت کیا جا سکے۔اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر مفید پہلو تلاش کر کے اس ضرورت کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ اس کو استحسان کہتے ہیں۔ المبسوط میں استحسان کی تعریف ان الفاظ میں ہے۔ الاستحسان ترك القياس والاخذ بماهووافق للناس-26

استحسان قیاس کو چھوڑنے اور جو لوگوں کی ضرورت کے موافق ہو اس کو اختیار کرنے کا نام ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استحسان کی مخالفت کی ہے جبکہ احناف استحسان کے قائل ہیں مولانا اس حوالہ سے احناف کی رائے کو درست قرار دیتے ہیں۔[27] مولانا تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ جیسی شخصیت نے استحسان کو تحریف فی الدین قرار دیا ہے مگر اس مخالفت کی وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ استحسان کی رائے کا آزادانہ استعمال نہ ہونے لگ جائے ورنہ تو ملکی اور ملی مصالح کو مدنظر رکھیں تو استحسان کے بغیر گزارا ہی نہیں ہے اور اس سے کوئی صاحب بصیرت انکار نہیں کرے گا۔[28] عصر حاضر کے مسائل کے لئے وسعت کی ضرورت ہے۔ چونکہ استحسان میں وہ وسعت موجود ہے تو اس کو

ضرور اختیار کرنا چاہیے جبکہ اسلاف فقہاء نے اس کو اختیار کر کے امت کی رہنمائی بھی کی ہے۔ جبکہ مسائل وسیع ہیں تو دلیل اور مآخذ کی وسعت کی بھی ضرورت ہے۔

استدلال

دیگر فقہاء نے استحسان اور استدلال کو قیاس کے تحت داخل کیا جبکہ مولانا صاحب نے ان کو الگ الگ مستقل مقام دے کر ان کی اہمیت کو عصر حاضر میں اجاگر کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا کے نزدیک حالات کے تقاضوں کی وجہ سے ضرورتیں بہت وسیع ہیں۔ جس کی وجہ سے مآخذ میں بھی وسعت لازم ہے۔ جب کہ مولانا نے جس انداز میں تقسیم کی ہے تو اجماع سے استدلال بھی اسی تقسیم کے تحت داخل ہوتا ہے۔ مسلم شخصیتوں کی آراء کو بھی مولانا نے استدلال میں شامل کیا ہے اگر وہ قیاس کے قریب ہوں۔ اجماع کے بارے میں لکھتے

"اجماع دراصل قانون کو قابل عمل اور قابل نفاذ بنانے کے لئے ایک قسم کا اختیار کرنا ہے جو کہ شارع اصل کی طرف سے ان لوگوں کو عطا ہوا ہے جو فکری و علمی حیثیت سے اس کی صلاحیت رکھتے ہوں"۔[29]

اجتہاد استصطلاحی

اجتہاد اصطلاحی میں مصالح مرسلہ اور عرف داخل ہے مولانا نے ان لوگوں کو بھی ماخذ فقہ میں شمار کیا ہے اور ان دونوں کو اپنی تقسیم اجتہاد استصطلاحی میں شامل کیا ہے۔

اجتہاد استصلاحی کی تعریف

مولانا نے ان الفاظ میں کی "وہ جس میں شریعت کی روح اور بندوں کی مصلحت پر مشتمل قاعدہ کلیہ وضع کیا جاتا ہے اور اس سے مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "لاضررولاضرار " جیسے قواعد وضع کر کے اس کی طرف رہنمائی فرمائی[30] مولانا کہتے ہیں فقہاء کرام نے ضرورت اور مصلحت کو بنیاد بنا کر مسائل کو مستنبط کرنے کا نام استصلاح یا مصالح مرسلہ رکھا ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے۔

"بناء الاحکام الحنفية على المقتضى المصالح المرسله"

اجتہاد استنباطی اور اجتہاد استصطلاحی میں فرق بیان کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں۔

" استنباطی میں کوئی متعین نظیر (جلی یا خفی) پہلے سے موجود ہوتی ہے اور استصلاحی میں نظیر متعین شکل میں نہیں ہوتی بلکہ عمومی شکل کے کچھ اصول و قواعد ہوتے ہیں جن پر اس کی بنیاد قائم کی جاتی ہے"[31]

مولانا تقی امینی کے بقول صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء نے سیاست شرعیہ میں استصلاح کو بنیاد بنا کر مسائل کا حل تلاش کیا ہے۔ شریعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"سیاست وہ فعل ہے کہ جس کے ذریعے لوگ صلاح سے قریب اور فساد سے دور ہوں۔ اگرچہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو۔ اور نہ اس کے لئے وحی نازل ہوئی ہو"۔[32]

نہ صرف صحابہ کرام نے بلکہ اس سیاست شرعیہ کی گذشتہ ادیان میں بھی بڑی اہمیت تھی۔ مثلاً حضرت موسی علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر نے جب فرعون کو دعوت توحید دی تو اس نے سوال کیا۔

قَالَ فَمَا بَالُ ٱلْقُرُونِ ٱلْأُولَىٰ ۔[33]

فرعون نے کہا ان قوموں کا کیا معاملہ ہے جو گزر چکی ہیں۔

مولانا لکھتے ہیں **"لوگوں کو اپنے پیشرووں سے بڑی جذباتی عقیدت ہوتی ہے۔ ان کے خلاف معمولی تنقید بھی گوارا نہیں ہوتی۔ دعوتی زندگی کا یہ مقام بہت نازک ہوتا ہے اس میں ادنی لغزش بھی فتنہ فساد کے لئے کافی ہوتا ہے۔ حضرت موسی چونکہ لیڈر تھے اس لئے جواب دیا**"[34]

قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّى فِى كِتَٰبٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّى وَلَا يَنسَى ۔[35]

ترجمہ: حضرت موسی علیہ السلام نے کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ہے ایک کتاب میں محفوظ ہے. میرے رب کو نہ کوئی غلطی لگتی ہے نہ وہ بھولتا ہے۔

علامہ صاحب کے نزدیک یہ مکالمہ سیاست شرعیہ کی بہترین مثال ہے۔ جس پر عمل کیا جائے تو مذہبی جھگڑے اور نفرتیں ختم کی جاسکتی ہیں. تو سیاست شرعیہ کا تقاضہ یہ ہے کہ حالات اور موقع محل کے مطابق جواب دینا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو ایک سوال (کون سا عمل افضل ہے) کہ مختلف جوابات دینا بھی اسی کی مثال ہے

عرف

اجتہاد استصطلاحی میں اہم ترین عرف ہے. اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اگر قیاس کے خلاف عرف ہو تو قیاس کو چھوڑ کر عرف پر عمل کیا جائے گا. مولانا فرماتے ہیں اختلافی مسائل میں عرف کو بہت عمل دخل ہے۔ ایک زمانہ کا عرف دوسرے سے مختلف ہونے کی وجہ سے مسائل بدل جاتے ہیں. اس لئے ائمہ کا اختلاف ہوا۔ جبکہ ایک مکان کا عرف بھی دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر عرف نہ ہو تو فقہ کو اسلام کی بنیادی پالیسی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا مشکل ہو جائے۔[36] ایسے مسائل جن کی ماقبل میں نظیر نہ ملتی ہو یہ عرف ہی تو ہے جو مجتہد کے لئے وسعت نظری کا باعث بنتا ہے.

"زمانہ کی کروٹوں اور نئی نئی ضرورتوں نے ایسے حالات و مسائل پیدا کر دیے ہیں جن کا فقہ میں کوئی تذکرہ نہیں. البتہ اصولی اور عمومی رنگ میں ہدایت الہی ان سب کو شامل ہے. مثلاً موجودہ دور کے مالیاتی و سماجی نظام نے بہت سے مسائل (کمرشل انٹرسٹ، انشورنس، کوآپریٹو سوسائٹیاں وغیرہ) ایسے پیدا کر دیئے ہیں جن میں غور و فکر کے بعد نتیجہ پر پہنچنا اور مذہبی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ملک و قوم کی رہنمائی کرنا ہے۔[37]

مولانا تقی امینی کے ان رجحانات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ فقہاء کے لئے تلفیق بین المذاہب کے قائل ہیں. کسی ایک فقہ میں بندرہ کر مسائل کو حل کرنے کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس سے فقہ محدود ہو جائے گی جو کہ عصر حاضر میں حل مسائل میں رکاوٹ کا سبب بنے گی. مولانا کے نزدیک پورے فقہی ذخیرہ پر نظر رکھ کر مسلکی قیود سے آزاد ہو کر قیاس کیا جائے. جبکہ ماخذ شریعہ کی تقسیم بھی دیگر تمام فقہاء سے الگ کی ہے

اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر مولانا تقی امینی نے کئی جدید مسائل میں اجتہاد بھی پیش کئے ہیں. مسئلہ ملکیت زمین، رویت ہلال اور عید کا اختلاف انشورنس وغیرہ.

---

[1]- Shaykh Taha Jabir al-Alwani, ***Issues in Contemporary Islamic Thought*** (Washington-London: The Institute of Islamic Thought, 2005), 63-123.

[2] -Muhammad Qasim Zaman, "Evolving Conception of Ijtihad in Modern South Asia," Islamic Studies 49, no.1(2010): 5-36.

[3] -Wael B. Hallaq, "Was the Gate of Ijtihad Closed", International of Middle East Studies,vol.16, No.1(1984): 3-41.

[4]- محمد میاں صدیقی، **ائمہ اربعہ کے اصول اجتہاد تقابلی مطالعہ** شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، پی ایچ ڈی 1991-

[5]- مولانا محمد حنیف ندوی، **مسئلہ اجتہاد** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ 1953)-

[6]- تقی امینی، **اجتہاد** (کراچی قدیمی کتب خانہ)، 242-243-

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 242-243.

[7]- تقی امینی، **اجتہاد** (کراچی قدیمی کتب خانہ)، 248

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 248.

[8]- تقی امینی، **اجتہاد** (کراچی قدیمی کتب خانہ)، 250

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 250.

[9]- تقی امینی، **اجتہاد** (کراچی قدیمی کتب خانہ)، 357 تا 362

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 362 to 357.

[10] ۔ تقی امینی، اجتہاد(کراچی قدیمی کتب خانہ)،251۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 251.

[11] - تقی امینی، اجتہاد(کراچی قدیمی کتب خانہ)،100۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 100.

[12] ۔ تقی امینی، اجتہاد(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،310۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 310.

[13] - تقی امینی، اجتہاد(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،250۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 250.

[14] - تقی امینی، اجتہاد(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،264۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 264.

[15] ۔ تقی امینی، اجتہاد(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،40۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 40.

[16] ۔ تقی امینی، اجتہاد(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،37۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 37.

[17] ۔ تقی امینی، اسلام اور جدید دور کے مسائل،(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،77۔

Taqi Amini, Islam aur Jadeed dour Ky Masail(Karachi Qadeemi Kutub Khana), 77.

[18] ۔ تقی امینی، اسلام اور جدید دور کے مسائل،(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،77۔

Taqi Amini, Islam aur Jadeed dour Ky Masail(Karachi Qadeemi Kutub Khana), 77.

19 -الحشر 59:7-

Al hashr 59:7

20 -الکہف 18:110-

Al Kahf 110:18

[21] ۔ تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر(دہلی: ندوۃ المصنفین،1393ھ)،106-107۔

Taqi Amini, Fiqh e Islami ka Tareekhi pass e Manzer(Dehli:Nadwatulmasannifeen), 106,107.

[22] ۔ تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار(کراچی: قدیمی کتب خانہ)،282۔

Taqi Amini, Hadith ka Dirayti miyar(Karachi Qadeemi Kutub Khana), 282.

[23] ۔ تقی امینی، اسلام اور جدید دور کے مسائل،74۔

Taqi Amini, Islam aur Jadeed dour Ky Masail(Karachi Qadeemi Kutub Khana), 74.

[24] - تقی امینی، اجتہاد(کراچی: قدیمی کتب خانہ)، 141۔

Taqi Amini, Ijtihad (Karachi Qadeemi Kutub Khana), 141.

[25] - تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر(دہلی: ندوۃ المصنفین، 1393ھ)، 125۔

Taqi Amini, Fiqh e Islami ka Tareekhi pass e Manzer(Dehli:Nadwatulmasannifeen),125.

[26] - ابو السھل محمد بن احمد السرخسی، المبسوط(مطبع السادسہ مصر 1324ھ)10:145۔

Abu al-Sahl Muhammad bin Ahmad al-Sarakhsi, al-Mabusut (Mutaba alsadisa Misr 1324 AH) 145:10.

[27] - تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر(دہلی: ندوۃ المصنفین، 1393ھ)، 190۔

Taqi Amini, Fiqh e Islami ka Tareekhi pass e Manzer(Dehli:Nadwatulmasannifeen),

[28] - تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر(دہلی: ندوۃ المصنفین، 1393ھ)، 191۔

Taqi Amini, Fiqh e Islami ka Tareekhi pass e Manzer(Dehli:Nadwatulmasannifeen),191

[29] - تقی امینی، اسلام اور جدید دور کے مسائل، (کراچی: قدیمی کتب خانہ)، 69

Taqi Amini, Islam aur Jadeed dour Ky Masail(Karachi Qadeemi Kutub Khana),69

[30] - اجتہاد، 188

Ijtihad,188

[31] - اجتہاد، 196

Ijtihad,196

[32] - تقی امینی، احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت(لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، 2007ء)، 100

Taqi Amini, Ahkam e shariya men halat o zamana ki riayat(Lahore: Al-Faisal Publishers and Tajran Books, 2007), 100

33 - طٰہٰ: 51

Taha :51

[34] - احکام شرعیہ، 115

Ahkam e Shariya,115

[35] - طٰہٰ: 52

Taha :52

[36] - تقی امینی، **فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر** (دہلی: ندوۃ المصنفین، 1393ھ)، 228-

Taqi Amini, Fiqh e Islami ka Tareekhi pass e Manzer(Dehli:Nadwatulmasannifeen),228

[37] - تقی امینی، **اسلام اور جدید دور کے مسائل**، (کراچی: قدیمی کتب خانہ)، 74-

Taqi Amini, Islam aur Jadeed dour Ky Masail(Karachi Qadeemi Kutub Khana),69.